OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تشریحاتِ قرآنیہ: ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Prophet Muhammad (PBUH) and Qur'anic Interpretations: A Research and Analytical Study

Zobia Parveen

Lecturer Islamic Studies, Virtual University of Pakistan/ PhD scholar, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab

Dr. Mahmood Ahmad

Assistant Professor Islamic Studies, NCBA & E, D.H.A Lahore Campus

Dr. Muhammad Zia Ullah

Assistant Professor Islamic Studies, NCBA & E, D.H.A

Abstract

The responsibility of the Holy Prophet PBUH was not only to recognize the Qur'an literally, but also to explain the meanings of the Qur'an. However, there is a difference of opinion among the scholars regarding how much the Prophet has narrated the interpretation of the Qur'an. One group of scholars in which the name of Imam Ibn Taymiyyah is prominent, believes that the Prophet PBUH explained the meaning of the entire Qur'an in the same way as he conveyed the words of the Qur'an. While some scholars such as Imam Suyuti have the opinion that the Holy Prophet PBUH explained the meaning of few verses instead of the entire Qur'an. There are many verses which were not interpreted by the Prophet PBUH, i.e he did not comment on that part of the Qur'an whose interpretation is related to the mere knowledge of the Arabic language. He did not narrate the interpretation of the part whose interpretation is very clear or there is no need for its interpretation. For example, the names of the people of Kahf or color of their dog and species of birds which become alive after death in Hazrat Ibrahim's story. He did not

CC BY

describe the interpretation of those verses which are related to some matters of the unseen. Such as the reality of the soul or the time of resurrection. On the other hand, It is not justified that the Prophet PBUH explained a few verses. There is a large number of such verses which are not self-explanatory and require explanation and Prophet PBUH explained them. The Prophet's commentary is not only the interpretation of the Qur'an, but other hadiths are actually the interpretation of the Qur'an itself. In fact, most of the fine details of salaah, zakaah, sawm, hajj, inheritance laws, etc. were explained either by the Prophet's statements or practical demonstrations. It is quite clear that wherever there was a hidden or ambiguous meaning in the words of the Qur'an, the Prophet PBUH explained about it. From this study, it was concluded that the Prophet PBUH neither explained the entire Quran word by word nor only a few verses. It is clear from the books of hadiths that the Prophet PBUH explained the interpretation of most of the Qur'an. The paper aims to analyze that whether the Prophet PBUH narrated the interpretation of the entire Qur'an or only a few verses.

Key words: Difference of opinion, Interpretation of the Qur'an, Prophet's commentary, Qur'anic Commentaries

تمہید

یہ ایک فطری اور بدیہی امر ہے کہ ہر متکلم کی خصوصیات اس کے کلام میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔ جس قدر متکلم کے احکام و خیالات اعلیٰ ہوں گے اس کا کلام بھی اسی قدر اعلیٰ ہو گا۔ بعض کلام اتنا بلند اور علمی و فنی ہوتا ہے کہ عام اذہان اس کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ یقیناً ایسے کلام کی تشریح و توضیح کی ضرورت ہوتی ہے۔ لا محدود عظمتوں کا مظہر کلام اللہ یعنی قرآن کریم کو سمجھنا اور اس کے حقائق و معارف کا ادراک ہر کس و ناکس کے لیئے ممکن نہیں۔ قرآن کریم کا معجزانہ اسلوب جن حکمتوں کا جامع ہے اور جس رشد و ہدایت کو اپنے اندر سموئے ہے جب تک ان سے آگاہی حاصل نہ کی جائے تب تک قرآنی احکامات کی تعمیل اور پیروی ممکن نہیں۔ منشائے الٰہی کو شرح و تفسیر کے بغیر سمجھنا ناممکن تھا۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے سب سے اعلیٰ کلام کا سب سے اعلیٰ اور پہلا شارح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا۔ قرآن کو عربوں کی مادری زبان یعنی عربی میں نازل کیا گیا لیکن اس کے باوجود یہ ممکن نہ ہوا کہ ہر شخص خود قرآن سے منشائے الٰہی کو حاصل کر لے۔ اگرچہ صحابہ کرام فصاحت و بلاغت اور عقل و فہم میں اپنی مثال آپ تھے۔ ان کے قلوب براہ راست انوارِ نبوّت سے منوّر اور فیضِ تربیت سے بہرہ ور تھے لیکن وہ بھی نبی اکرمؐ کی تفسیر کے محتاج تھے لہذا قرآن کی مراد جاننے کے لیئے تفسیر کی ضرورت ہے۔ تفسیر میں بنیادی مرجع خود نبی اکرمؐ تھے کیونکہ قرآنِ

کریم آپؐ ہی پر اترا اور اس کو واضح طور پر بیان کرنے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے نبیؐ پر عائد فرمائی۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ** ۔[1] آپؐ کے مفسرِ قرآن ہونے کی حیثیت قرآن سے ہی بیان ہوئی ہے۔ آپؐ کتاب اللہ کے مطالب کھول کھول کر بیان کرتے اور اس کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ آپؐ کتاب اللہ کے معلم اور مزکّی تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ**۔[2] قرآن کریم کے پہلے مفسّر حضور اکرمؐ ہیں اور پہلی تفسیر آپؐ کے تفسیری اقوال ہیں۔ امام بخاری نے مختلف کتبِ حدیث میں منقول آپؐ کی تفسیری روایات کو جمع کر کے " کتاب تفسیر القرآن " کے نام سے صحیح بخاری میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے۔

نبی اکرمؐ نے کس قدر قرآن کی تفسیر بیان فرمائی

آپؐ کی ذمہ داری محض قرآن کو لفظی طور پر پہنچانا ہی نہیں بلکہ قرآن کے معانی کا بیان اور وضاحت بھی آپؐ کے فرائضِ منصبی میں شامل تھا۔ تاہم علماء اس ضمن میں مختلف الرائے ہیں کہ نبیؐ نے قرآن کی تفسیر کس قدر بیان فرمائی ہے۔ ایک فریق، جن میں امام ابنِ تیمیہ کا نام نمایاں ہے، کا خیال ہے کہ آپؐ نے اپنے صحابہ کے لیئے پورے قرآن کے معانی اسی طرح بیان فرما دیئے جس طرح قرآن کے الفاظ بیان فرمائے۔ آپؐ نے کوئی جزء ایسا نہیں چھوڑا جس کو بیان کرنے کی ضرورت ہو اور آپؐ نے اس کی تفسیر نہ فرمادی ہو۔ جبکہ بعض علماء جیسے الخوئي اور امام سیوطی وغیرہ، کا موقف یہ ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے لیئے تمام قرآن کے معانی بیان نہیں فرمائے بلکہ نادر و قلیل معانی بیان فرمائے ہیں۔

فریقِ اوّل کے دلائل

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے معانی اس کے الفاظ کی طرح بیان فرمانے پر علماء نے درج ذیل نقلی و عقلی دلائل دیئے ہیں:

امام ابنِ تیمیہ لکھتے ہیں: " **يجب أن يعلم أن النبى صلى الله عليه وسلم بيّن لأصحابه معنى القرآن كما بيّن لهم ألفاظه؛ فقوله تعالى: ﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾[3] يتناول هذا و هذا**"[4]۔ یعنی یہ معلوم کرنا واجب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے لیئے قرآن کے معانی اس کے الفاظ کی طرح بیان فرمائے ہیں۔ پھر امام ابنِ تیمیہ سورہ نحل کی آیت جس میں نبیؐ کو لوگوں کے لیئے قرآن کو واضح کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سے استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت کے حکم میں الفاظ و معانی دونوں کا بیان داخل ہے۔

تدبر فی القرآن کے مطابق درج ذیل آیات بھی اس پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ کسی کلام کا تدبر اس کے معانی کے فہم کے بغیر ممکن نہیں[5]: **كِتٰبٌ أَنزَلْنٰهُ إِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓاْ ءَايٰتِهِۦ**۔[6] **أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلْقُرْءَانَ**[7]۔ **أَفَلَمْ يَدَّبَّرُواْ ٱلْقَوْلَ**[8]۔ **إِنَّآ أَنزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ**[9]۔

قرآن کے علاوہ امام ابنِ تیمیہ نے مختلف روایات سے بھی ثابت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے محض الفاظِ قرآن ہی نہیں بلکہ معانیِ قرآن بھی سکھائے[10]۔ جیسا کہ اَبی عبد الرحمن سلمی سے روایت ہے: **قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْ كَانَ يُقْرِئُنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُمْ كَانُوا يَقْتَرِئُونَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ، وَلَا يَأْخُذُونَ فِي الْعَشْرِ الْأُخْرَى حَتَّى يَعْلَمُوا مَا فِي هَذِهِ مِنَ الْعَمَلِ وَالْعِلْمِ فَإِنَّا عُلِّمْنَا الْعَمَلَ وَالْعِلْمَ**۔[11] ابو عبد الرحمٰن سلمی فرماتے ہیں کہ ہمیں اصحابِ رسول اللہ میں سے اس شخص نے بیان کیا جنھوں نے ہمیں قرآنِ کریم پڑھایا آپؐ

نے فرمایا کہ بے شک وہ رسول اللہ ﷺ سے جب دس آیات سیکھ لیتے تو پھر اس وقت تک ان سے تجاوز نہ کرتے یہاں تک کہ وہ ان آیات میں جو علم اور عمل ہے اس کو سیکھ لیتے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم نے علم اور عمل دونوں سیکھے تھے۔

یہی روایت ابنِ مسعود سے بھی مروی ہے : **كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا إِذَا تَعَلَّمَ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ جَاوِزْهُنَّ حَتَّى يَعْرِفَ مَعَانِيَهُنَّ، وَالْعَمَلَ بِهِنَّ**۔[12] چونکہ نبیؐ نے پورے قرآن کے معنی سکھائے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کو ایک ایک سورت کے حفظ میں ایک مدت لگ جایا کرتی تھی۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:" **وكان الرجل إذا قرا البقرة، وآل عمران يعد فينا عظيما**"[13] یعنی جب کوئی سورۃ بقرہ اور سورہ آلِ عمران پڑھ لیتا تو اسے بڑا سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر کو سورۃ بقرۃ حفظ کرنے میں آٹھ سال لگ گئے۔ مؤطا امام مالک میں روایت ہے:" **أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ مَكَثَ عَلَى سُورَةِ الْبَقَرَةِ، ثَمَانِيَ سِنِينَ يَتَعَلَّمُهَا**"۔[14] علماء اس مؤقف کی تائید حضرت عمرؓ سے مروی اُس روایت سے بھی کرتے ہیں جس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آیتِ ربا سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اس سے قبل کہ وہ اس کی تفسیر بیان فرماتے۔ امام احمد بن حنبل نے اس روایت کو نقل کیا ہے :**قَالَ عُمَرُ: " إِنَّ آخِرَ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ آيَةُ الرِّبَا، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَلَمْ يُفَسِّرْهَا**"[15]۔ امام سیوطی فریقِ اول کے دلائل کے بیان کے ضمن میں لکھتے ہیں:" **دل فحوى الكلام على أنّه كان يفسِّر لهم كلَّ ما نزل، وأنه إنما لم يفسر هذه الآية لسرعة موته بعد نزولها، وإلا لم يكن للتخصيص بها وجه**"[16]

اس کلام کا فحویٰ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ قرآن سے جو بھی نازل ہوتا، تمام کی تفسیر بیان فرما دیتے تھے۔ آیتِ ربا کے نزول کے بعد چونکہ جلد ہی آپؐ کا وصال ہو گیا تھا اس لیئے آپؐ اس کی تفسیر نہ فرما سکے۔ اگر نبیؐ تمام قرآن کی تفسیر بیان نہ فرماتے تو یہ تخصیص بے معنی ہے کہ آپؐ نے قبل وصال آیتِ ربا کی تفسیر بیان نہ فرمائی۔ عبد السلام عبد الشافعی محمد[17] نے بھی اس روایت سے یہی استدلال کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں: " **أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يفسر كل ما نزل من القرآن و لم يفسر هذه الآية**"[18]

کسی بھی علم کو سمجھے بغیر حاصل نہیں کیا جاتا، تو دین کا علم حاصل کرنے کے لیئے کتاب اللہ کا علم حاصل کرنے کے لیئے اس کے معانی و مفہوم کو جاننا تو بدرجہ اتم ضروری ہے۔ امام ابنِ تیمیہ لکھتے ہیں:" **و من المعلوم أن كل كلام فالمقصود منه فهم معانيه دون مجرد ألفاظه فالقرآن أولى بذلک۔ و أيضاً فالعادة تمنع أن يقرأ قوم كتاباً فى فن من العلم، كالطب والحساب، ولا يستشرحوه؛فيكف بكلام الله تعالى الذى مو عصمتهم، و به نجاتهم و سعادتهم، وقيام دينهم و دنيامم۔ و لهذا كان النزاع بين الصحابة فى تفسير القرآن قليلاً جداً، و مو و إن كان فى التابعين أكثر منه فى الصحابة، فهو قليل بالنسبة إلى ما بعدهم**"[19]

ہر کلام کا مقصد اس کے معانی سمجھنا ہوتا ہے نہ کہ محض اس کے الفاظ سننا۔ قرآن کے لیئے تو بدرجہ اولیٰ اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے معنی و مفہوم کو سمجھا جائے۔ اسی طرح لوگ کسی فن کی کتاب پڑھیں جیسے طب یا حساب تو ایسا نہیں ہوتا کہ اس کو نہ سمجھیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کتاب اللہ جس میں مسلمانوں کے لیئے بچاؤ، نجات، سعادت اور دین و دنیا کا قیام ہے اس کا فہم حاصل نہ کیا جائے، اسی لیئے صحابہ کے درمیان تفسیرِ قرآن میں اختلاف بہت کم ہے تاہم تابعین میں صحابہ کی نسبت یہ اختلاف زیادہ ہے مگر اُن کے بعد آنے والوں میں جو اختلاف ہوا اس کی نسبت یہ کم ہے۔

اسی طرح قرآنِ کریم کا تدریجی نزول اور الگ الگ حصے کا علیحدہ نازل ہونا ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ اس کی وضاحت اور تفسیر آپؐ کی طرف سے ہوئی۔ نبی اکرمؐ قرآن کو اجمالاً و تفصیلاً سمجھتے تھے آپؐ کے ذہن میں قرآن کو محفوظ کرنے اور اس کے معانی بیان کرنے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی تھی۔ جیسا کہ ارشاداتِ باری تعالیٰ ہیں:

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ [20]

" بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے "۔

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ [21]

"پھر بے شک اس کا کھول کر بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے "۔

فریقِ ثانی کے دلائل

وہ علماء جیسے امام سیوطی وغیرہ جن کا موقف یہ ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے لیئے تمام قرآن کے معانی بیان نہیں فرمائے بلکہ نادر و قلیل معانی بیان فرمائے ہیں۔ انہوں نے اس کے لیئے درج ذیل دلائل پیش کیئے ہیں:

امام بزار نے حضرت عائشہ کی روایت نقل کی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: " مَا كَانَ رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَسِّرُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا آيًا بِعَدَدٍ، عَلَّمَهُ إِيَّاهُ جِبْرِيلُ " ۔[22]

اسی روایت کو امام ابی یعلی موصلی نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

"عن عائشة أن النبی صلى الله عليه وسلم كان لا يفسر شيئاً من القرآن برأيه إِلَّا آيًا بِعَدَدٍ، عَلَّمَهُنَّ إِيَّاهُ جِبْرِيلُ " ۔[23]

اسی روایت کو امام طبری نے بھی بیان کیا ہے[24] چنانچہ ان تمام روایات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اُن چند آیات کی تفسیر بیان فرمائی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریلؑ نے سکھائی تھی۔

امام الخوییؒ نے واضح طور پر بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آیات کے معانی بیان کرنے کا حکم نہیں دیا۔ امام سیوطی نے الاتقان میں ان کا قول نقل کیا ہے:

و قال الخُوَيِّي: " وأمَّا القرآن فتفسيره على وجه القطع لا يعلم إِلَّا بأن يسمع من الرسول صلى الله عليه وسلم؛ و ذلک متعذِّر فی آيات قلائل، فالعلم بالمراد يُستنبط بأمارات و دلائل، والحكمة فيه: أَنَّ الله تعالى أراد أن يتفكر عبادُه فی كتابه، فلم يأمر نبيه بالتنصيص على المراد فی جميع آياته " ۔[25]

رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی تفسیر کے علاوہ قرآن کی تفسیر قطعی طور پر جاننے کی کوئی صورت نہیں اور قرآن کی قطعی تفسیر چند آیات کے علاوہ حاصل ہونا دشوار ہے۔ پس مرادِ الٰہی کا علم، علامات و اشارات اور دلائل سے استنباط کے ذریعے کیا جائے گا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندے قرآن میں تفکر کریں اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تمام آیات کی مراد پر نص وارد کرنے یعنی معانی بیان کرنے کا حکم نہیں دیا۔

امام سیوطی قولِ باری تعالیٰ ﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾[26] سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ:

"فما ورد بيانه عن صاحب الشرع ففيه كفاية عن فكرة مَن بعده، و ما لم يرد عنه بيانه ففيه حينئذٍ فكرة أهل العلم بعده؛ ليستدلّوا بما ورد بيانه مالم يرد"[27]

جس پر صاحبِ شرع سے بیان وارد ہوا ہے اس بارے میں بعد والوں یعنی اہلِ علم کی اس پر غور و فکر سے کفایت ہو گئی۔ جس بارے میں شارع سے بیان وارد نہیں ہوا اس پر بعد والے اہل علم اس طرح غور و فکر کریں کہ جس پر بیان وارد ہو چکا ہے، اس بات پر استدلال کریں جس کا بیان وارد نہیں ہوا۔ امام سیوطی کے بیان" و ما لم يرد عنه بيانه ففيه حينئذٍ فكرة أهل العلم بعده" سے بالکل واضح ہے کہ نبیؐ نے تمام قرآن کی وضاحت نہیں فرمائی اسی لیئے بعد والے علماء کے لیئے یہ بیان دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے تمام معانیِ قرآن کا بیان دشوار امر تھا[28]

صحابہ کے مابین بعض آیات کی تاویل میں جو اختلافات رونما ہوئے وہ بھی اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ آنحضورؐ نے پورے قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ قلیل تفسیر بیان فرمائی۔ صحابہ کی تفسیر میں اختلاف کی کئی وجوہ ہیں اور انہوں نے جو کچھ کہا وہ تمام نبیؐ سے نہیں سنا۔ اگر ان کے ہاں نبیؐ سے منقول کوئی نص ہوتی تو اختلاف کی کوئی گنجائش نہ تھی اور اگر اختلاف بھی ہوتا تو اُس نص کے بعد یہ اختلافات ختم ہو جاتے[29]

اگر آپؐ تمام قرآن کی تفسیر بیان فرما دیتے تو ابنِ عباسؓ کے لیئے یہ دعا۔ ﴿ **اللهم فقهه في الدين وعلمه التأويل**﴾ نہ فرماتے[30]

فریقِ اوّل کے دلائل کا رد

قرآن کی کچھ آیات ایسی ہیں جن کو نبیؐ کے بیان کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا۔ ان کی تفسیر کے بارے میں مخلوق میں سے کوئی نہیں جانتا تھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کے ذریعے اپنے نبیؐ کو ان کے معانی واضح فرما دیئے اور آپؐ نے یہ معانی اپنے صحابہ کو سکھا دیئے۔ ﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾(النحل:۱۶/۴۴) والی آیت میں نبی کریمؐ کو یہی معانی واضح کرنے کا حکم دیا گیا ہے[31] علاوہ ازیں سورۃ نحل کی اس آیت میں ایسی کوئی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ آپؐ نے پورے قرآن کی تفسیر فرمائی ہے۔ آپؐ نے صرف اُس کی وضاحت فرمائی جس کے فہم میں اشکال پایا جاتا تھا[32]۔

ابو عبدالرحمن السلمیٰ والی روایت اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ آپؐ نے پورے قرآن کی تفسیر بیان فرمائی[33] ابنِ عباس کی ایک روایت میں تفسیر کی چار قسمیں بیان ہوئی ہیں۔ آپؓ نے فرمایا:" **التَّفْسِيرُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَوْجُهٍ: وَجْهٌ تَعْرِفُهُ الْعَرَبُ مِنْ كَلَامِهَا، وَتَفْسِيرٌ لا يُعْذَرُ أَحَدٌ بِجَهَالَتِهِ، وَتَفْسِيرٌ يَعْلَمُهُ الْعُلَمَاءُ، وَتَفْسِيرٌ لا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى ذِكْرُهُ.**"[34]۔ پہلی قسم، وہ تفسیر ہے جس کو اہلِ عرب اپنے کلام سے جانتے ہیں یعنی جس کا تعلق عربی زبان کی معرفت کے ساتھ ہے۔ دوسری وہ جس کو نہ جاننے کے بارے میں کوئی معذور نہیں۔ تیسری وہ جس کو علماء جانتے ہیں اور چوتھی قسم کی وہ تفسیر ہے جس کو اللہ کو سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس روایت کے مطابق تفسیر کی سب سے پہلی قسم وہ تفسیر ہے جس کی معرفت اہلِ عرب کو محض زبان دانی کی بناء پر تھی لہذا صحابہؓ اہلِ لسان ہونے کی وجہ سے قرآن کے اکثر حصّے کی تفسیر کے محتاج نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے لیئے قرآن کے اُس حصہ کی تفسیر بیان نہیں کی جس کا تعلق کلامِ عرب کی معرفت کے ساتھ تھا کیونکہ قرآن ان کی زبان میں نازل

ہوا۔ آپؐ نے اس حصّے کی بھی وضاحت نہیں فرمائی جس کو نہ جاننے کی وجہ سے کسی کو معذور قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ وہ کسی پر بھی مخفی نہیں۔ نہ ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تفسیر بیان کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیئے مخصوص کیا ہے، جیسے قیامِ قیامت کا وقت، حقیقتِ روح وغیرہ۔ اسی طرح اُن غیبی امور کی وضاحت بھی نبیؐ نے بیان نہیں فرمائی جن پر اللہ نے اپنے نبی کو بھی مطلع نہیں کیا، تاہم رسول اللہ نے بعض اُن مغیبات کو بیان فرمایا جنکو اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے مخفی رکھا مگر نبیؐ کو ان مطلع کر کے انہیں لوگوں کے لیئے بیان کرنے کا حکم دیا۔ اسی طرح نبیؐ نے تفسیر کی تیسری قسم جس کا تعلق علماء کے اجتہاد سے ہے، کا بیان بھی کثرت سے فرمایا ہے۔ مثلاً بیانِ مجمل، تخصیصِ عام اور توضیحِ مشکل۔ اس کے علاوہ جہاں کہیں بھی قرآن کے معانی میں اخفاء یا التباس تھا، اُس کی تفسیر بھی آپؐ نے بیان کر دی ہے[35]۔

تدبّر فی القرآن سے متعلقہ آیات بنفسہ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ان کا مقصد مسلمانوں کو تدبر کی دعوت دینا ہے۔

جہاں تک آیتِ ربا کی تفسیر نہ کرنے والی روایت کا تعلق ہے وہ اس پر دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پنے صحابہ کے لیئے پورے قرآن کے معانی بیان نہیں فرماتے تھے اسی لیئے اس آیت کی بھی تفسیر نہیں فرمائی[36]۔

ابنِ تیمیہ نے خود تفسیر کے صحیح طریقہ کے تحت بیان کیا ہے کہ تفسیر کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے کی جائے۔ اگر اس میں کامیاب نہ ہو سکو تو سنت کی طرف رجوع کرو۔ جب ہمیں قرآن اور سنت میں تفسیر نہ ملے تو ہمیں اقوالِ صحابہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ بلاشبہ صحابہ لوگوں میں قرآن کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ وہ تمام قرائن واحوال نزولِ قرآن کے شاہد تھے۔ جب تفسیر قرآن، سنّت یا اقوالِ صحابہ میں نہ ملے، تو بہت سے آئمہ اقوالِ تابعین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پس اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ نے تمام قرآن کی تفسیر بیان نہیں فرمائی[37]

نبیؐ نے حضرت ابنِ عباس کے لیئے جو دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے دین میں سمجھ عطا فرما اور اسے تاویل سکھا، تو اگر تاویل بھی قرآن کی طرح مسموع ہوتی تو پھر اس تخصیص کا کیا فائدہ تھا، لہٰذا تفسیر سماع پر موقوف نہیں ہے اور یہ بات واضح ہے۔ اس میں کوئی اشکال نہیں پایا جاتا[38]. صحابہ کرامؓ کے مابین تفسیری مراتب میں تفاوت بھی اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ نبیؐ نے تمام قرآن کے معانی بیان نہیں فرمائے ہیں۔ اگر آپؐ پورے قرآن کے معانی فرماتے تو تمام صحابہ تفسیر بیان کرنے میں مساوی درجہ رکھتے۔

فریقِ ثانی کے دلائل کا رد

ریقِ ثانی کے عقلی ونقلی دلائل میں سب سے ٹھوس دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے مگر اس روایت پر کثیر علماء نے نقد کیا ہے۔ امام طبری (م ۳۱۰ھ) نے اس پر تفصیلاً بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سے مراد وہ آیات ہیں جن کے معانی کا علم اللہ تعالیٰ کے بیان کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا اور ہمارے لیئے ان آیات کے معنی جاننا ضروری تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان آیات کے معنی نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی آیات کے معنی نبیؐ کو حضرت جبریل کے ذریعے سکھائے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے لیئے ان آیات کے معانی بیان فرما دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی پوری مخلوق میں سے کوئی بھی ان آیات کی تفسیر کو نبیؐ کے بیان کے بغیر نہیں جان سکتا۔ قرآن کی بعض آیات ایسی ہیں جن کے معانی پر اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مقرب فرشتے یا نبی مرسل کو مطلع نہیں کیا مگر ان کے منزل من اللہ ہونے اور اس کی تاویل کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہونے پر سب کا ایمان ہے۔ مگر بعض آیات ایسی ہیں جن کے معانی کا علم بندوں کو سکھانا ضروری تھا پس ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حضرت جبریل نے بذریعہ وحی نبیؐ پر واضح کر دیا چنانچہ یہی معانی بیان کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس آیت ﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ (النحل،۱۶:۴۴) میں دیا ہے[39]۔ امام طبری اس تاویل کے علاوہ اس روایت کی سند پر بھی تنقید کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں: **" هذا مع ما فى الخبر الذى روى عن عائشةَ مِن العلةِ التى فى إسنادِه التى لا يَجوزُ معها الاحتجاجُ به لأحدٍممَّن علِم صحيحَ سندِ الآثارِ و فاسدَها فى الدينِ؛ لأن راويَه ممَّن لا يُعرَفُ فى أهلِ الآثارِ، و هو جعفر بن محمد الزُّبيرى "**[40]۔ اس روایت کی اسناد میں علت ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی شخص جو صحیح سند الآثار اور دین میں اس کی وجہ سے ہونے والے فساد کا علم رکھتا ہو، اس کے لیئے اس سے استدلال کرنا جائز نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی جعفر بن محمد الزبیری ان لوگوں میں سے ہے جن کو اہل روایت میں سے کوئی نہیں جانتا۔

اسی راوی کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا ہے کہ حدیث میں ان کی متابعت نہیں کی جاتی۔ حافظ ابو الفتح الأزدی کے نزدیک یہ منکر الحدیث ہیں[41] حدیث منکر اور غریب ہے کیونکہ اس کے راوی محمد بن جعفر الزبیری مطعون ہیں[42]۔ اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اسکی درست تاویل وہی ہے جو امام طبری نے بیان کی ہے[43]۔ امام ابنِ عطیہ نے اس روایت کے معانی بیان کرنے کے لیئے قاضی اَبو محمد عبد الحقؒ کا قول نقل کیا ہے: **"و معنى هذا الحديث: فى مغيبات القرآن ، وتفسير مجمله ، و نحو هذا مما لا سبيل إليه إلا بتوقيف من الله تعالى، و من جملة مغيباته ما لم يعلم الله به كوقت قيام الساعة و نحوه، و منها ما يستقرأ من ألفاظه كعدد النفخات فى الصور، كرتبة خلق السماوات و الأرض "**[44]۔ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نبیؐ قرآن کے مغیبات کے بارے میں، مجمل وغیرہ کی تفسیر فرماتے تھے جن کو اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر سمجھنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اور جن کا علم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا، وہ جملہ مغیبات میں شامل ہیں۔ جیسے قیامت کے قائم ہونے کا وقت۔ اور اسی طرح جن کی الفاظ میں تلاوت کی جاتی ہے جیسے نفخاتِ صور کی تعداد اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی ترتیب وغیرہ کا علم۔

ابنِ اَبی حیان (م۷۴۵ھ) اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

" (و ما روى) عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من كونه لا يفسر من كتاب الله إلا آيا بعدد، علّمه إيا من جبرائيل عليه السلام محمول ذلک على مغيبات القرآن و تفسيره لمجمله و نحوه مما لا سبيل إ ليه إلا بتوقيف من الله تعالىٰ "[45] امام ثعالبی (م۸۷۵ھ) نے بھی اس روایت کی وضاحت ابنِ عطیہ کے بیان سے فرمائی ہے۔[46] جس طرح اس بات کا دعوی دشوار ہے کہ آپؐ نے تمام قرآن کے معانی بھی اس کے الفاظ کی طرح بیان فرمائے، اسی طرح اس بات کا دعویٰ بھی دشوار ہے کہ نبیؐ نے قلیل آیات کے معانی بیان کیئے ہوں۔ اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ حضرت ابنِ عباسؓ کے حق میں نبی کی دعا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قرآن کے معانی بیان نہیں کیئے تو اس دلیل کی بنیاد پر ہم یہ بھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ آپؐ نے قرآن کے نادر معانی بیان کیئے ہیں[47]۔

راجح رائے

راجح موَقف ما قبل الذکر دونوں مسالک کے بین بین ہے۔ جہاں تک اس رائے کا تعلق ہے کہ نبیؐ نے قلیل آیات کی تفسیر فرمائی تو یہ مسلک اختیار کرنا درست نہیں کیونکہ کثیر تعداد میں ایسی آیات ہیں جو بنفسہ واضح نہیں اور ان کے لیئے بیان اور تفسیر کی ضرورت ہے اور نبی اکرمؐ نے ہی انکی وضاحت فرمائی ہے۔ جیسے عام کی تخصیص، مطلق کی تقیید اور مجمل و مشکل آیات کو نبیؐ کے

بیان کے بغیر سمجھنا ناممکن تھا۔ قولِ باری تعالیٰ ﴿ وَأَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيۡهِمۡ ﴾(النحل،۴۴:۱۶) میں نبیؐ کو انہی آیات کے بیان کا حکم دیا گیا اور یہ بات کثیر مثالوں سے ثابت ہوتی ہے ۔ جیسے احکامِ طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، معاملات، مناکحات اور جنایات وغیرہ ایسے امور ہیں جن کی وضاحت اگر نبیؐ کی طرف سے نہ ہوتی تو ان کی حقیت وماہیت کو پانا ممکن نہ تھا۔ قرآن میں اوامر کا محض ذکر کیا گیا ہے جبکہ ان کی تفصیلات ہمیں نبیؐ کے اقوال واعمال سے ہی ملتی ہیں۔ جیسا قرآن پاک میں نمازوں کی تعداد اور اوقات کا ذکر نہیں بلکہ نماز کے بارے میں بار بار صرف ﴿ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ ﴾(البقرۃ،۲:۴۳) جیسے الفاظ ہی آئے ہیں۔ اسی طرح حج کے ارکان اور شروط کا بھی ذکر قرآن میں نہیں کیا گیا، صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ ﴿حِجُّ ٱلۡبَيۡتِ مَنِ ٱسۡتَطَاعَ إِلَيۡهِ سَبِيلاً﴾ (آل عمران:۹۷/۳)۔ زکوۃ کی کیفیت، اسکے نصاب، اوقات، شروط اور احوال وغیرہ کا بیان بھی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ملتا ہے۔ پس یہ بات بالکل عیاں ہے کہ جہاں جہاں قرآن کے الفاظ کے معانی میں خفی یا التباس تھا، اس کے بارے میں آپؐ نے وضاحت فرما دی ۔ صحابہ کرامؓ بھی کثرت سے نبیؐ سے قرآن کی تفسیر دریافت فرماتے تھے۔ نبیؐ کے محض تفسیری اقوال ہی قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ اس کے علاوہ دیگر احادیث بھی دراصل قرآن ہی کی تفسیر ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ نے فرمایا: كان خلقه قرآنا۔ ہر قرآنی لفظ ایک باب ہے اور احادیثِ رسول اللہ کے مختلف مباحث ہیں۔ جیسے لفظ زکوۃ، صلوۃ، صدقہ، حج، عمرہ، شہادت، قتال فی سبیل اللہ، ہجرت وغیرہ۔ لہذا کتبِ احادیث سے واضح ہو گیا کہ نبیؐ نے قرآن کے بیشتر حصّہ کی تفسیر بیان فرمائی نہ کہ قلیل حصّہ کی۔ جہاں تک اس گروہ کا تعلق ہے جن کی رائے میں نبیؐ نے صحابہ کے لیئے قرآن کے معانی، قرآن کے الفاظ کی طرح بیان فرمائے ہیں۔ جس میں امام ابنِ تیمیہ کا نام نمایاں ہے، مگر امام ابنِ تیمیہ کا قول ہے:" **و حينئذ إذا لم تجد التفسير فى القرآن و لا فى السنة رجعت فى ذلك إلى أقوال الصحابة، فإ نهم أدرى بذلك؛ لما شاهدوه من القرآن، والأحوال التى اختصوا بها**"[48] پھر وہ آگے جا کر وہ خود اپنے دعوی کی تردید کر دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں: " **إذا لم تجد التفسير فى القرآن و لا فى السنة ولا وجدته عن الصحابة؛ فقد رجع كثيرمن الأئمة فى ذلك إلى أقوال التابعين كمجاهد بن جبيرفإنه آية فى التفسير**"[49] اسی طرح وہ آیات جو فی نفسہ واضح ہیں، اُن کے لیئے بھی کسی تفسیر و بیان کی حاجت نہیں۔ جیسا کہ امام زرکشی نے قرآن کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ جن میں سے ایک قسم قرآن کا وہ حصّہ ہے جو ایسی آیات پر مشتمل ہے جو بنفسہ اپنے الفاظ سے واضح ہیں، ان کو بیان کی ضرورت نہیں۔ ایسی آیات کی تعداد بھی کثیر ہے[50]۔ جیسے:﴿ إِنَّ ٱلۡمُسۡلِمِينَ وَٱلۡمُسۡلِمَٰتِ وَٱلۡمُؤۡمِنِينَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتِ وَٱلۡقَٰنِتِينَ وَٱلۡقَٰنِتَٰتِ وَٱلصَّٰدِقِينَ وَٱلصَّٰدِقَٰتِ وَٱلصَّٰبِرِينَ وَٱلصَّٰبِرَٰتِ وَٱلۡخَٰشِعِينَ وَٱلۡخَٰشِعَٰتِ وَٱلۡمُتَصَدِّقِينَ وَٱلۡمُتَصَدِّقَٰتِ وَٱلصَّٰٓئِمِينَ وَٱلصَّٰٓئِمَٰتِ وَٱلۡحَٰفِظِينَ فُرُوجَهُمۡ وَٱلۡحَٰفِظَٰتِ وَٱلذَّٰكِرِينَ ٱللَّهَ كَثِيرٗا وَٱلذَّٰكِرَٰتِ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُم مَّغۡفِرَةٗ وَأَجۡرًا عَظِيمٗا﴾(الاحزاب،۳۳:۳۵)، ﴿ قَدۡ أَفۡلَحَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ﴾(المؤمنون،۲۳:۱)۔

حضرت ابنِ عباسؓ کے قول:" التَّفْسِيرُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَوْجُهٍ: وَجْهٌ تَعْرِفُهُ الْعَرَبُ ۔۔۔الخ"[51] سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبیؐ نے پورے قرآن کی تفسیر بیان نہیں فرمائی۔ ذیل میں دیئے جا رہے اس ابنِ عباس کے قول سے ماخوذ نکات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ آپؐ نے پورے قرآن کی تفسیر بیان نہیں فرمائی:

- نبیؐ نے قرآن کے اُس حصّہ کی تفسیر نہیں فرمائی جسکی تفسیر کا تعلق اہلِ عرب کی محض عربی زبان کی معرفت کے ساتھ ہے۔

- دوسرے اس حصّہ کی تفسیر بھی نہیں بیان فرمائی جس کو نہ جاننے کے بارے میں کوئی معذور نہیں۔یعنی جسکی تفسیر نہایت واضح ہے یا اُسکی تفسیر کی کوئی حاجت یا فائدہ نہیں۔ جیسے قصص وغیرہ سے متعلق آیات کی تفسیر کی حاجت نہیں کیونکہ اس میں سے اکثر کے معانی بالکل واضح ہوتے ہیں یا ان کی معرفت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جیسے اصحابِ کہف کے نام، ان کے کتّے کا کیا رنگ تھا، حضرت موسیٰؑ کا عصا کس درخت کی لکڑی کا تھا یا ان پرندوں کی انواع جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے لیئے زندہ کیا، وہ کونسا درخت تھا جس پر حضرت موسیٰؑ نے نور دیکھا اور اللہ سے کلام کیا تھا، گائے کے اس عضو کا تعیّن جس کی ضرب سے بنی اسرائیل کے مقتول نے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتایا تھا وغیرہ۔ یہ وہ باتیں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال رکھا ہے اور ان کی تعیین میں ہمارا دنیوی یا دینی کسی قسم کا فائدہ نہیں۔
- بے شک نبیؐ نے ان آیات کی تفسیر بھی نہیں بیان فرمائی جن کے علم کے بارے میں اللہ نے کسی مقرّب فرشتے، نبی یا رسول کو بھی مطلع نہیں کیا۔ جیسے حقیقت روح، ساعتِ قیامت، نفخ صور اور نزولِ عیسیٰ، مغرب سے طلوعِ آفتاب اور دجال کی آمد وغیرہ کے اوقات کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ ان امور کے اوقات کے بارے میں تفسیر کو حاصل کرنے کی کوئی سبیل نہیں۔ بے شک نبیؐ نے صرف اُن مُغیبات کی تفسیر بیان فرمائی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو مطلع کر دیا اور پھر اِس کے بیان کا حکم دیا۔اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری قسم سے تعلق رکھنے والی تفسیر میں سے بھی کثیر حصّہ کی تفسیر بیان فرمائی۔ جیسے مجمل کی تبیین، عام کی تخصیص، مطلق کی تقیید اور خفی کے معانی بیان فرمائے۔ پس قرینِ عقل و قیاس اور دلائل سے یہی ثابت ہے کہ مسلکِ اعتدال ان دونوں آراء اور مسالک کے بین بین ہے۔ آپؐ نے نہ تو نہایت قلیل معانی بیان فرمائے ہیں اور نہ ہی آپؐ نے پورے کے پورے قرآن کی تفسیر بیان فرمائی ہے بلکہ آپؐ نے قرآن کے کثیر حصہ کی تشریحات بیان فرمائی ہیں۔

References

[1] Al-Nahal, 16:44
[2] Al-Baqarah, 02:129
[3] Al-Nahal, 16:44
[4]Taqī ad-Dīn ʾAḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm ibn ʿAbd al-Salām al-Numayrī al-Ḥarrānī, Ibn Taymiyyah, Muqdmaah fi Osol e Tafsir, Page# 35.
[5] Ibid,pp.36
[6]Sad, 38:29
[7] Muhammad, 47:24
[8] Almominoon, 23:68
[9] Al-Yousif, 12:02
[10] Taqī ad-Dīn ʾAḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm ibn ʿAbd al-Salām al-Numayrī al-Ḥarrānī, Ibn Taymiyyah, Muqdmaah fi Osol e Tafsir, pp. 36.
[11]Abi Shiba, Abi Bakr, Abdullah bin Muhammad (235 AH), Musanaf Ibn Abi Shaiba, al-Haqiq: Usamah bin Ibrahim bin Muhammad Abu Muhammad, al-Farooq al-Hadith, 1428 AH-2008 AD, Kitab Fazail Al-Qur'an, Hadith 30531, 10/10.

[12]Al-Tabari, Abi Ja'far, Muhammad bin Jarir bin Yazid bin Kathir (224 AH - 310 AH), Al-Jami al-Bayan an Tawil Ai Al-Qur'an, research: Dr. Abdullah bin Abdul Mohsen Al-Turki, Center for Arabic and Islamic Research and Studies, Badar Hijr, Al-Qahira, 1, 1422 AH-2001 AD, 1/ 74

[13] Imam Ahmad bin Hanbal, Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal bin Asad al-Shibani, (d. 241 AH), Musnad of Imam Ahmad bin Hanbal, al-Muhaqiq: Shuaib al-Arnawat and Akhroon, Al-Risalah Foundation, Beirut, al-Tabbat al-Awli, 1418 AH – 1997 AD, Hadith 12216, 19/ 248.

[14] Imam Malik, Malik bin Anas bin Malik bin Amir (179 AH), Mu'ta Malik, Research: Muhammad Fouad Abdul Baqi, Dar Ihya al-Trath al-Arabi, Beirut, Lebanon, 1406 AH-1985 AD, Kitab Al-Qur'an, Chapter Ma Jaya in Al-Qur'an, Hadith: 11, p. 205.

[15]Imam Ahmad bin Hanbal, Abu Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal (d. 241 AH), Musnad of Imam Ahmad bin Hanbal, Hadith 246, 1/361.

[16] Al-Suyuti, Al-Iqtan, p. 819.

[17]He is writer of Tafsir al-Muhrar. He has presented a long case before the Sahib-e-Tafsir case under the title "Muqadmat al-Haqiq" at the beginning of the commentary.

[18] Ibn Atiya, al-Muharr al-Awjiz, 1/10.

[19]Ibn Taymiyyah, Muqadmah Ibn Taymiyyah, p. 37.

[20] Al-Qymah,75:17

[21] Al-Qymah, 75:19

[22]Imam Al-Bazar, Ibi Bakr Ahmad bin Amr bin Abdul Khaliq al-Attiki,(d. 292 AH), Al-Bahr al-Zakhar known as Musnad al-Bazar, al-Muhaqiq: Sabri bin Abdul Khaliq al-Shafi'i, Maktabat ul uloom wal Hikam, Al-Madinah Al-Munawarah, Al-Tabbat al-Awli,1430 AH-2009 AD, 18/123.

[23] Imam Al-Mawsali, Abi Yala Ahmad bin Ali Al-Muthani, (307 AH), Musnad Abi Yala Al-Mawsali, Al-Muhaqiq: Irshad al-Haq al-Athari, Dar al-Qubla lilsaqafat ul Islamia, Moasisah tu Al-Qur'an, Jeddah, Beirut, Al-Taabat al-Awli,1408 AH-1988 AD, Hadith 4511, 4/303 .

[24] Al-Tabari, Jami al-Bayan, 1/78

[25] Al-Suyuti, Al-Iqtan, p. 761.

The same statement of Imam Suyuti has been quoted by Imam Dhahbi in his book "Al-Tafseer wa Al-Mufsarun" on page 48.

[26] Al-Nahal, 44:16

[27] Al-Suyuti, Al-Iqtan, p. 769

[28] Ibn Atiya, Al-Muharr Al-Awjiz, 1/10.

[29] Al-Dhahabi, Mustafa Muhammad Hussain, Al-Tafseer wa Mafsiroon, Dar al-Hadith, Al-Qahrah, 1433 AH-2012 AD, pp. 50-51.

[30] Ibn Atiya, Al-Muharr Al-Awjiz, 1/10.

[31]Al-Tabari, Jami al-Bayan, 1/82.
[32] Ibn Atiya, Al-Muharr Al-Awjiz, 1/10.
[33]Ibn Atiya, Al-Muharr Al-Awjiz, 1/10.
[34]Al-Tabari, Jami al-Bayan, 1/70.
[35] Al-Dhahabi, Mustafa Muhammad Hussain, Al-Tafseer wa Mafsiroon, Dar al-Hadith, Al-Qahrah, 1433 AH-2012 AD, pp. 50.
[36] Ibn Atiya, Al-Muharr Al-Awjiz, 1/10.
[37]Ibn Atiya, Al-Muharr Al-Awjiz, 1/10.
[38]Al-Qurtubi, Al-Jaami al-Ahkam al-Qur'an, 1/58.
[39] Al-Tabari, Jami al-Bayan, 1/82.
[40] Al-Tabari, Jami al-Bayan, 1/83.
[41]Ibn Katheer, Ismail bin Umar, Abi al-Fida (1774 AH), Tafseer al-Qur'an al-Azeem, Research: Sami bin Muhammad al-Salama, Dar al-Taiba, Riyadh, Saudi Arabia, Volume 2, p.90, 1420 AH/1999.
[42] Ibn Atiya, Al-Muharr Al-Awjiz, 1/11.
[43]Ibn Kathir, Tafseer Al-Qur'an Al-azeem, 1/14.
[44]Ibn Atiya, Al-Muharr Al-Awjiz, 1/41.
[45] Abi Hayyan, Muhammad bin Yusuf, Al-Andalusi (745 AH), Al-Bahr al-Mawheed, Research: Al-Sheikh Adel Ahmad Abd al-Mujood, Al-Sheikh Ali Muhammad Maawad, Dar al-Kitab Al-Ilamiya, Beirut, Lebanon, Volume 1, 1413 A.H. 1993 A.D., 1/119.
[46] Imam Al-Thawlabi, Abd al-Rahman bin Muhammad bin Makhlouf, (d. 875 AH), Tafsir al-Thawlabi, research: Al-Daktor Abdul Fattah a Bu Sunnah, Darahiya al-Trath Al-Arabi Musassa al-Tarikh al-Arabi, Beirut, Lebanon, Al-Taaba Al-Awli, 1418 AH. 1997 AD, 1/138.
[47] Ibn Atiya, Al-Muharr Al-Awjiz, 1/11.
[48] Ibn Taymiyyah, Muqadmah Ibn Taymiyyah, p. 95.
[49] Ibn Taymiyyah, Muqadmah Ibn Taymiyyah, p. 102.
[50] Al-Zar-Kashi, Al-Barhan, 2/83.
[51] Al-Tabari, Jami al-Bayan, 1/70.